ذی شان ساحل کی نظموں پر 9/11 کے اثرات

The effects of 9/11 on Zeeshan Sahil's Poetry

عابد سلیم ریسرچ اسکالر پی ایچ ڈی (اردو) یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور
محمد راشد اقبال ریسرچ اسکالر پی ایچ ڈی (اردو) پنجاب یونیورسٹی لاہور
محمد ریاض عابد ریسرچ اسکالر پی ایچ ڈی (اردو) یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور

Abstact:
The 9/11 tragedy has left deep marks on the world history. It left thousands of people dead while several others became psychological victims. The Muslims were marked terrorists to the rest of world after this tragedy. There started an era of destruction and killings in many Muslim countries which is still not over. Pakistan is still not out of the 9/11 aftermath. This changing scenario made a deep impact on literature. Like other languages, 9/11 made great effects on Urdu language in genres like poetry and fiction. Zeeshan Sahil is a representative poet of the modern Urdu poetry. He has presented 9/11 effects with their severity in his poems. His book "Jang Ke DinnoN" is of utmost importance. The political, social, economic and psychological effects of 9/11 are clearly apparent in this collection of poems.

9/11 دنیا کی تاریخ میں ایک خوفناک اور ناقابل فراموش حادثہ ہے۔ ۱۱ ستمبر کو دو اغوا شدہ طیاروں کو امریکہ کے شہر نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے ٹکرا گیا جس سے چند منٹوں میں 110 منزلہ عمارتیں زمین بوس ہو گئیں اور اسی طرح ایک طیارے کی مدد سے پینٹا گون کو بھی نشانہ بنایا گیا جس کے نتیجے میں وہ بھی تباہ ہو گیا۔ ان طیاروں اور عمارتوں میں بڑے پیمانے پر جانی و مالی نقصان ہوا۔ پوری دنیا نے اس حادثے کی مذمت کی اور افسوس کا اظہار کیا اور پوری دنیا میں ایک خوف کی لہر دوڑ گئی اس کے بعد امریکہ نے اپنی حکمت عملی تیار کی اور اپنی ناکامی کو چھپانے کی خاطر تمام الزام اسامہ بن لادن پر ڈال دیا اور اس کو امریکہ کے حوالے کرنے کے لیے افغانستان کی طالبان حکومت کے سامنے اپنے چند مطالبات رکھ دیئے جو کچھ اس طرح تھے۔

۱۔ اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کر دیا جائے۔

۲۔ اسامہ بن لادن کے تمام ساتھیوں کو بھی امریکہ کے حوالے کیا جائے۔

۳۔ طالبان کی تمام فوجی تنصیبات کی تلاشی لی جائے گی

ان جیسے تمام سوالوں کا طالبان حکومت نے صرف ایک ہی جواب دیا کہ وہ اسامہ بن لادن کے خلاف ثبوت مہیا کر دیں تو وہ اسامہ بن لادن کو فوراً امریکہ

کے حوالے کر دیں گے لیکن امریکہ ثبوت فراہم کرنے میں ناکام رہا اور آخر کار امریکی صدر جارج بش نے "دہشت گردی" کے خلاف اعلان جنگ کر دیا

اور یہ بھی کہہ دیا کہ اس جنگ میں جو ہمارا ساتھ نہ دے گا اسے مخالف تصور کیا جائے گا یہ دھمکی صرف پاکستان کے لیے تھی اس دھمکی کے نتیجے میں ہی اُس وقت کے پاکستانی صدر جنزل پرویز مشرف نے امریکہ کا بھرپور ساتھ دیا۔

نوم چومسکی (Noam Chomsky) نے اپنی کتاب " گیارہ ستمبر" میں لکھا ہے۔

> "بوکھلاہٹ اور دیوانگی کے عالم میں امریکی صدر نے یہاں تک کہہ دیا کہ دہشت گردی کے خلاف لڑائی صلیبی جنگ ہے یعنی عیسائیت کی اسلام سے جنگ۔ بعد میں اپنے الفاظ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ جنگ مسلمانوں کے خلاف نہیں ہے بلکہ دہشت گردی کے خلاف ہے۔"(۱)

بہر حال امریکہ نے 17 اکتوبر 2001 کو افغانستان پر حملہ کر دیا اور بڑے پیمانے پر تباہی پھیلائی جس میں ہزاروں مسلمان شہید ہوئے اور یہ سلسلہ آج تک ڈرون حملوں کی شکل میں جاری ہے۔ پھر دو سال بعد مارچ 2003 کو عراق پر حملہ کر دیا یہ بہانہ بنا کر کہ عراق کے پاس وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے کیمیائی ہتھیار ہیں اور یہ جنگ بھی قتل وغارت کی شکل میں آج بھی جاری ہے جو موجودہ دور میں لیبیا، شام اور مصر تک امریکہ کی اسی جنگ کی توسیع ہے جس کا آغاز صلیبی جنگ کا نام لے کر کیا گیا تھا۔

دنیا کے جن دانشوروں نے 9/11 کے بارے میں مضامین اور کتابیں لکھی ہیں اُن کی روشنی میں دانشوروں کو تین گروہوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(ا)دانشوروں کا ایک طبقہ وہ ہے جنھوں نے 9/11 کی پہلے ہی پشین گوئی کر دی تھی جن میں جان کولے(Colley) کی کتاب(Unholy Wars)ہے جو 9/11 سے پہلے لکھی گئی تھی۔ دوسرا نام نک راک فیلر (Feller Nick Rocke)کا ہے۔ نک راک فیلر نے بتایا تھا کہ

> ”سانحہ ستمبر کے رونما ہونے سے گیارہ ماہ پیشتر
> اُس نے کہا کہ ایک واقعہ ہونے جارہا ہے جس
> کے نتیجے میں ہم افغانستان پر حملہ آور ہوں گے
> تاکہ بحیرہ کیسپئن سے تیل اور گیس کی پائپ
> لائنیں گزاری جاسکیں۔ ہم عراق پر بھی حملہ
> کرنے جارہے ہیں تاکہ یہاں کے تیل کے ذخائر
> پر قبضہ کیا جاسکے۔“(۲)

(۲)دوسرے نمبر پر وہ دانشور ہیں جنھوں نے اس کے حق میں لکھا ہے اور 9/11 کو ایک حقیقی واقع قرار دیا ہے۔ ان میں(Owen Beannett Jones) کی کتاب Pakistan: eyes of the storm: اور Lawrence Wright کی کتاب The Lomming Towr ہے۔

(۳) تیسرے گروہ میں دنیا کے وہ دانشور ہیں جنھوں نے 9/11 کو ایک ڈراما یا افسانہ قرار دیا ہے۔ ان میں James H Setzer کی کتاب "The 9/11 Conspiracy: The Scamming of America"

David Dumber کی کتاب "The Bebunking 9/11 myths" اور Thierry Meyssan کی کتاب "9/11 The Big Lie" ڈاکٹر کامران مجاہد کی کتاب "9/11 The New World Order" ہے۔ جسے پوری دنیا میں پذیرائی ملی ہے۔

بہر حال 9/11 ایک حقیقت ہے یا افسانہ لیکن اس سے ساری دنیا کی سیاست میں تبدیلیاں آئیں اور اس نے خاص طور پر مسلمانوں کے جغرافیہ کو تباہ کیا اور مسلمانوں پر اس کے نفسیاتی اثرات بھی

رونما ہوئے۔ پوری دنیا کے مسلمانوں پر دہشت گردی کا لیبل لگایا گیا۔ شاید اس سیاسی، جغرافیائی اور نفسیاتی منظر نامے کو بیان کرنے کے لیے ہزاروں صفحات بھی کم ہیں۔ جہاں اس واقعہ کا اثر عام آدمی پر ہوا وہاں دنیا کے ادیب اور شاعروں پر بھی اس کا اثر ہوا۔ اُردو شعرا نے بھی 11/9 کے حوالے سے نظمیں لکھی۔ جن میں جاوید انور کا شعری مجموعہ "بھیڑیے سوئے نہیں" ۲۰۰۹ میں منظر عام پر آیا۔ افضال احمد سید، نصیر احمد ناصر، احمد جاوید، جمیل الرحمان، وحید احمد، اختر عثمان وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں لیکن اس حوالے سے سب سے زیادہ لکھنے والا شاعر ذی شان ساحل ہے۔

ذی شان ساحل 15 دسمبر 1961 کو حیدر آباد (سندھ) میں پیدا ہوئے اپنی تعلیم کا آغاز حیدر آباد سے ہی کیا اور بعد میں کراچی چلے گئے اور وہاں بھی اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ انھوں نے اپنی شاعری کا آغاز 1977 میں کیا۔ اس کے علاوہ تنقیدی مضامین اور ریڈیو کالم بھی لکھے ہیں۔ ذی شان ساحل اپنی شدید بیماری کی وجہ سے Wheel chair تک محدود رہے اور 47 سال کی عمر میں 12 اپریل 2008 کو وفات پا گئے۔ ان کے شعری مجموعوں کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

۱۔ ایرینا ۱۹۸۵ء

۲۔ چڑیوں کا شور ۱۹۸۹ء

۳۔ کہر آلود آسمان کے ستارے ۱۹۹۴ء

۴۔ کراچی اور دوسری نظمیں ۱۹۹۵ء

۵۔ ای میل اور دوسری نظمیں ۲۰۰۳ء

۶۔ شب نامہ اور دوسری نظمیں ۲۰۰۳ء

۷۔ جنگ کے دنوں میں ۲۰۰۳ء

۸۔ نیم تاریک محبت ۲۰۰۵ء

۹۔ ساری نظمیں (کلیات) ۲۰۱۱ء

۱۰۔ وجہ بیگانگی (غزلیں) ۲۰۱۲ء

ذی شان ساحل کی شاعری میں ایک سے زیادہ موضوعات پائے جاتے ہیں۔ جن میں

۱۔ رومانوی انداز

۲۔ عصری سیاسی شعور

۳۔ دہشت گردی کا موضوع

۴۔ کراچی کی صورت حال

۵۔ امریکی سامراج کی حقیقت

۶۔ مابعد 11/9 دنیا

لیکن ہمارا موضوع ذی شان ساحل کی وہ نظمیں ہیں۔ جن میں 11/9 مابعد عالمی سیاسی، سماجی، جغرافیائی اور نفسیاتی منظر نامے کو پیش کیا گیا ہے اور اس حوالے سے ان کی سب سے زیادہ نظمیں ان کے مجموعے "جنگ کے دنوں" میں شامل ہیں جو ۲۰۰۳ میں منظر عام پر آیا۔ اس مجموعے کی چند نمائندہ نظموں کے عنوانات کچھ اس طرح ہیں۔

ہتھیار، ہمیں عراق کو، جو آواز کسی تک نہیں پہنچ رہی، عراقی عوام، ایک خود کش نظم، نظم (جب صدام حسین کے پاس)، صدام حسین کے لیے، صدام حسین نظم لکھتا ہے، الجزیرہ خاموش ہو جائے گا، نظم (صدام حسین کو)، بغداد کوئی خط نہیں لکھتا، ایک فتح کا اعلان نامہ، بغداد اور دہلی، جو کارتوس ہمیں دستیاب نہ ہو سکے، امریکی وہیل چیئر جمع کریں گے، عراق سے ایک آواز، بچوں کی سائیکل، وہ جنگ جیت جائیں گے، جنگ کے دنوں میں وغیرہ۔

ذی شان ساحل نے "جنگ کے دنوں میں" کا انتساب بھی عراق کے لوگوں کے نام کیا ہے اور عراقی عوام سے اپنی عقیدت کا اظہار پیش لفظ میں ان الفاظ میں کیا ہے۔

> "یہ نظمیں برادر اسلامی ملکوں سے اظہار ہمدردی یا تعزیت کرنے کے لیے نہیں لکھی گئی ہیں اور نہ ہی ان کا مقصد دم توڑتی ہوئی انسانیت کے زخموں پہ کسی قسم کا مرہم رکھنا ہے آپ انھیں ایک نسبتاً کم خود مختار اور نسبتاً کم جمہوری معاشرے مگر آزاد ملک کے خلاف ایک نسبتاً زیادہ خود مختار اور نسبتاً زیادہ جمہوری مگر آزاد ریاست ہائے متحدہ کی عسکری پیش قدمی اور غاصبانہ فتح پر ایک محدود اور کمزور اور احتجاج کی آواز تصور کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔ ایک سادہ سی

بات یہ کہ تمام نظمیں شاید اتنے ہی دنوں میں لکھی
گئی ہیں جتنے دن عراق کے عوام دھویں، آگ
اور بارود کی نئی بارش کی لپیٹ میں رہے ۔
زندگی، محبت، خواب اور انسان کو برباد کرنے کا یہ
عسکری عمل ابھی مکمل نہیں ہوا ہے اور نہ کبھی
ہو پائے گا۔" (۳)

مبشر حسن نے اپنی کتاب شاہراہ انقلاب جلد دوئم امریکہ کی پسپائی کے ایک باب "امریکہ کی دہشت گردی کے 228 سال" میں لکھا ہے۔

"1783 میں اپنے وجود میں آنے کے لمحہ سے لے
کر آج تک برطانوی سامراج کا ہونہار سپوت امریکی
سامراج جارحیت اور دہشت گردی کا دریدہ دہنی
سے مرتکب ہوا ہے۔ فخر اور بے باکی کے ساتھ
امریکی کانگریس (پارلیمنٹ) دوسرے ملکوں
اور قوموں کے خلاف امریکی فوجوں کی کارروائی
کا ریکارڈ رکھتی ہے۔ 1798 سے لے کر 2009 تک
کا کانگریس کی ریسرچ سروس کا مرتکب کردہ ریکارڈ
ویب سائٹ www.crs.gov پر دستیاب ہے۔"
(۴)

ذی شان ساحل نے اس مجموعے میں شامل نظم "وہ لوگ" میں امریکی سامراج کے عزائم اور دھمکی کو یوں بیان کیا ہے۔

"وہ لوگ"

جن کے بارے میں ہمیں شبہ کہ وہ دن رات
ہمارے بارے میں سوچتے رہتے ہیں
ہم انھیں ختم کر دیں گے

ہم ختم کر دیں گے ہر اُس شخص کو
جو ہمارے قومی پرچم کو
اپنی سلامتی کی ضمانت نہیں سمجھتا
ہم مٹا دیں گے ہر اُس خیال کو
جو ہمارے خلاف جنم لیتا ہے
ہر اُس سوچ کو
جس سے ہماری دشمنی کی بو آتی ہے
ہم ہر اُس دل کی دھڑکنیں چھین لیں گے
جو ہمارے لیے نہیں دھڑک رہا
ان ہاتھوں کو کاٹ کر رکھ دیں گے
جو ہماری گردن کی طرف بڑھ رہے ہیں
اُن آنکھوں کو نکال پھینکیں گے
جن میں ہمارے لیے نفرت اور غصے کے سوا کچھ نہیں
ہم ہر اُس آواز کو خاموش کر دیں گے
جو ہمارے خلاف بلند ہو گی
وہ لوگ جو نہیں جانتے
کہ ہم اس زمین پہ خدا کا سایہ ہیں
ہم ان کے سروں سے سایہ
اُن کے پیروں تلے سے زمین چھین لیں گے
ہم آنسوؤں اور دھویں سے اُن لوگوں کی تقدیر لکھیں گے
جو ہمیں امن کی فاختہ اور زیتون کی شاخ سے
ڈرانے کی کوشش کرتے ہیں
ہم فتح کی شاہراہ پر سفر کر رہے ہیں
وہ لوگ جو ہماری راہ میں رکاوٹ ہے

ہم اُن کا نام ونشان مٹا دیں گے
پھر اپنے راستے میں آنے والی
ہر تہذیب کو ختم کر دیں گے
ہر تمدن کو تباہ کر دیں گے
ہم قوموں سے اُن کا ماضی، حال اور مستقبل ہتھیا لیں گے
وہ لوگ جو خواب دیکھتے ہیں
محنت کرتے ہیں
یا صرف امن چاہتے ہیں۔
عراق کے بعد ہمارا نشانہ بنیں گے۔" (۵)

امریکہ نے ہی دنیا پر ایک اور جال پھیلایا ہوا ہے جس کا نام "نیو ورلڈ آرڈر" ہے۔ یہ دو الگ الگ اصطلاح ہیں ایک "ورلڈ آرڈر" اور دوسری "نیو ورلڈ آرڈر" ہے۔

"ورلڈ آرڈر" کی اصطلاح جنگ عظیم اول اور دوم کے بعد آئی جب روس اور امریکہ کے درمیان کولڈ وار کا سلسلہ جاری تھا اور دنیا میں امن کے قیام کے لیے کام کرنے کے لیے اس کی ضرورت تھی ۔ لیکن بعد میں سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد دنیا میں طاقت اور اثر ور سوخ کا ایک نئی طرح کا نظام وجود میں آیا۔ اس نئے نظام عالم میں صرف ایک سپر طاقت ہے یعنی امریکہ جو دنیا کے ملکوں کو قانون اور ضابطوں پر عمل کرنا سکھائے گا۔ ڈاکٹر کامران مجاہد نے "نیو ورلڈ آرڈر" کے حوالے سے اپنا خیالات کا اظہار کچھ یوں کیا ہے۔

> "تقریباً گزشتہ ایک صدی سے دنیا کے حقیقی حکمرانوں (The Elite) کی ہدایات کے پیش نظر امریکی خفیہ ایجنسیوں اور ذرائع ابلاغ نے انسانی ذہنوں پر قابو پانے کے لیے ایک مربوط و مسلسل حکمت عملی پر عمل درآمد شروع کر رکھا ہے تا کہ امریکی عوام کو "نئے عالمی نظام" (NOW) کے قیام اور اُس پر عمل پیرا ہونے کے لیے تیار

کیا جاسکے جو دنیا میں ایسی "واحد عالمی حکومت
(One world Government)" کا قیام چاہتے
ہیں جو محض اُن کے قبضہ قدرت میں ہو۔" (۲)

ذی شان ساحل نے اپنی نظم کا عنوان "ورلڈ آرڈر" رکھا ہے جب کہ نظم کا پس منظر "نیو ورلڈ آرڈر" ہے۔ لہٰذا نظم کا عنوان "نیو ورلڈ آرڈر" ہونا چاہیے تھا۔ ذی شان ساحل نے نیو ورلڈ آرڈر کی حقیقت کو اپنی نظم "ورلڈ آرڈر" میں شاعرانہ الفاظ میں یوں پیش کیا ہے۔

"ورلڈ آرڈر"

دنیا میں اب سے پہلے جو کچھ ہوا
دوبارہ نہیں ہونا چاہیے
اور جو کچھ ہو رہا ہے
آئندہ نہیں ہو سکے گا
ہم ایک پالیسی کے تحت
زندگی اور براعظموں کے موسم تبدیل کر رہے ہیں
وسطی امریکہ میں ہونے والی موسلا دھار بارشیں
اپنے وقت پہ ہوں یا نہ ہوں
اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا
ایمیزون کے جنگل کی جگہ
بیس بال کے میدان اور ٹینس کورٹ بنائیں گے
بل گیٹس نے وعدہ کیا ہے کہ
فٹ بال سے محبت کرنے والے نوجوانوں کو
کمپیوٹر سکھانے کے لیے
نیٹ کیفے قائم کیے جائیں گے
برونائی کے سلطان نے تیسری دنیا کے عوام کے
موسیقی کے شوق میں اضافہ کرنے کے لیے

ٹیلی کنسرٹ کی تجویز دی ہے
چھوٹے ملکوں کے دفاع کو بہتر بنانے کے لیے
''ہتھیار سب کے لیے'' نامی اسکیم شروع کی جارہی ہے
ہمارا ایجنڈا واضح اور قیامت تک چلنے والا ہے
ہمارے ماہرین ہر جگہ سمجھی جانے والی
اشاروں کی زبان تیار کر رہے ہیں
ہم ساری دنیا کے لیے قومی ترانہ لکھ رہے ہیں
ایک ایسا پرچم تیار کیا جارہا ہے
جو بہت جلد آپ کے دلوں پر لہرا رہا ہو گا
آنکھوں پر باندھنے والی پٹیاں
ہم پہلے ہی آپ تک پہنچا چکے ہیں۔'' (۷)

اس مجموعے میں شامل اکثر نظموں کا پس منظر امریکہ کا عراق پر حملہ ہے۔اس حملے کی منصوبہ بندی بھی امریکہ نے 11/9 سے بہت پہلے ہی کر لی تھی امریکہ نے عراق میں جو موت کا کھیل کھیلا اُس کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا اور کسی نہ کسی شکل میں آج بھی جاری ہے۔ تمام مسلم دنیا نے تماشائی کا کردار ادا کیا اور امریکہ اپنے ۲۸ اتحادیوں سمیت مقدس سرزمین پر بارود برساتا رہا۔اس حوالے سے چند نظمیں ملاحظہ کریں۔

''ایک اطلاع''

ایک اطلاع کے مطابق
عراقی تہذیب روپوش ہو گئی ہے
ثقافت زیر زمین جا چکی ہے
عظیم روایات
ٹینک کا گولہ لگنے سے ہلاک ہو چکی ہیں
صدام حسین
کسی سے کچھ کہے بغیر

کہیں چلا گیا ہے
اور اس کی فوج ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیٹھ گئی ہے
عراقی عوام مقدس مقامات پر
اپنے بچنے کی دعائیں مانگ رہے ہیں
اتحادی فوجی گلدستے لیے
بغداد کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں
جیسا کہ پہلے اطلاع دی جا چکی ہے
ریاست ہائے متحدہ کا صدر
اور خدا اُن کے ساتھ ہے۔(۸)

"نظم"

صدام حسین کو
ہمارے سامنے پیش کیا جائے
اس کے ہاتھوں اور پیروں میں زنجیریں باندھ کر
ہمارے پاس لایا جائے۔
اُسے قومی ہیکل سفاک
جلادوں کے پہرے میں قید رکھا جائے
اس کا سر قلم کر کے
مینار بابل پر آویزاں کر دیا جائے
اس کی لاش جلانے سے پہلے
اس کی آنکھیں اور زبان نکال لی جائے
اس کی راکھ
فرات اور دجلہ کے پانیوں میں بہا دی جائے
خیال رکھا جائے
کہ ہر کام اسلحہ انسپکٹروں کی

اور سلامتی کونسل کی
قراردادوں کے مطابق ہو۔(۹)
''ہمیں کسی سے کوئی شکایت نہیں''
ہم عراق کے باشندے ہیں
ہمیں باقی دنیا سے کوئی شکایت نہیں
ہمیں خشک دودھ یا دوائیں درکار نہیں
کسی ہنگامی صورتِ حال میں
ہمیں کوئی ایمبولینس یا پھول نہیں چاہیں
ہمیں کسی نئے پرچم، کسی نئے ترانے
اور کسی نئے صدام حسین کی ضرورت نہیں
اپنی زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے
کسی حلف نامے، کسی معاہدے
یا کسی امن فوج کی ضرورت نہیں
فی الحال ہمارے خواب ہمیں روشنی
اور ہماری محبت ہمیں توانائی دینے کے لیے کافی ہے
یہ بات دہرانا بے کار ہے
کہ ہمارے پیروں کے نیچے ہماری زمین ہے
جسے کوئی زور لگا کر
یا لپیٹ کر ساتھ نہیں لے جا سکتا۔'' (۱۰)

جنگ کے دنوں میں کسی ملک اور اُس کی عوام کا کیا حال ہوتا ہے اُس قوم کی نفسیاتی حالت کیسی ہوتی ہے اس تصویر کو ذی شان ساحل نے اپنی نظم ''جنگ کے دنوں میں'' میں اس طرح پیش کیا ہے۔

''جنگ کے دنوں میں''
جنگ کے دنوں میں
محبت آسان ہو جاتی ہے

اور زندگی مشکل
ایک سگریٹ کے پیکٹ کے بدلے
سپاہی آپ کی جان لے سکتے ہیں
اور ایک خوشبودار صابن دے کر
آپ ایک لڑکی کی مسکراہٹ
اور جسم حاصل کر سکتے ہیں
جنگ کے دنوں میں
لوگ دھماکے اور شور
پڑوسی اور جاسوس میں
فرق کرنا بھول جاتے ہیں
خندق گھر میں بدل جاتی ہے
اور روشنی بلیک آوٹ بن جاتی ہے
اخبار تاریخ لکھتے ہیں
اور موت ہر جگہ اپنا نام
جنگ کے دنوں میں
دن نہیں نکلتا
ساری دنیا میں رات رہتی ہے۔" (۱۱)

اُردو شعرا میں ذی شان ساحل نے دنیا کے عالمی سیاسی منظرنامے اور خاص طور پر مابعد 9/11 صورت حال کو اپنی نظموں میں سب سے زیادہ جگہ دی ہے اور اپنی نظموں میں امریکی سامراج کی گھناونی پالیسیوں اور انسانیت کے قتل عام کا جو منظر نامہ پیش کیا ہے وہ آنے والے دور میں مسلمان حکمرانوں کے لیے ایک سبق ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مبشر حسن، شاہراہ انقلاب (امریکہ کی پسپائی) جلد دوم، شناخت پریس، لاہور، ۲۰۱۲، ص ۱۹۱

۲۔ ڈاکٹر مجاہد کامران، سانحہ ستمبر اور نیا عالمی نظام، ترجمہ پروفیسر ظفر الحسن پیرزادہ، یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور: ص، ۳۷۹،۳۷۸

۳۔ ذی شان ساحل، جنگ کے دنوں میں (ساری نظمیں) آج، کراچی: ص ۶۶۵

۴۔ مبشر حسن، شاہراہ انقلاب، ص ۲۱۰

۵۔ ذی شان ساحل، جنگ کے دنوں میں (ساری نظمیں)، ص ۶۶۹، ۶۷۰

۶۔ ڈاکٹر مجاہد کامران، سانحہ ستمبر اور نیا عالمی نظام، ص ۱۱

۷۔ ذی شان ساحل، ورلڈ آرڈر، جنگ کے دنوں میں (ساری نظمیں)، ص ۶۹۲، ۶۹۳

۸۔ ایضاً، ص ۷۰۷

۹۔ ایضاً، ص ۷۰۹

۱۰۔ ایضاً، ص ۷۲۰

۱۱۔ ایضاً، ص ۷۴۵